Al-Azhār

Volume 6, Issue 2 (July-Decmber, 2020)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://al-azhaar.org/issueone2020.html

URL: http://al-azhaar.org/issuetwo2019.html

Article DOI: https://doi.org/10.46896/arj.6i02.37

Title	Analysis and comparative study of Famous festival in Semitic Religions
Author (s):	Abdul Naseer, Dr. Sami Ul Haq and Dr. Zia Ur Rehman
Received on:	29 January, 2020
Accepted on:	26 November, 2020
Published on:	26 December, 2020
Citation:	Abdul Naseer, Dr. Sami Ul Haq and Dr. Zia Ur Rehman “Construction: Analysis and comparative study of Famous festival in Semitic Religions,” Al-Azhār: 6 no, 2 (2020): 13-31
Publisher:	The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

سامی مذاہب کے مشہور مذہبی تہواروں(عید فصح، کرسمس،ایسٹر، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ)کا تحقیقی وتقابلی جائزہ

Analysis and comparative study of Famous festival in Semitic Religions

عبدالنصیر*

ڈاکٹر سمیع الحق**

ڈاکٹر ضیاءالرحمان***

Abstract

Allah SWT has sent down many prophets and messengers to the earth for the success of here and Hereafter. That's why many religions came into being. Some of these became popular, like Islam, Christianity and Judaism. These all are called Semetic (Saami) religions, because all these were the offspring of son of Nooh Alaih e salam, Saam. There are many foundations which are common in these three religions. Allah SWT has invited people towards the common things.

Allah says : Say, O , people of book, come to the word which is common between us, Not to worship but Allah , and not to associate others with Allah, and not to make anyone among us as god[1]. There are many festivals which are common among these religions. These festivals are the source of harmony and peace among the people. It brings people together. Such sort of festivals will be compared and discussed in detail in this article.

Key Words: Semetic religions ,Famous festival, Pesach-Passover, Christ Mass Islam, Christianity , Judaism .

---

* لیکچرر شعبہ اسلامیات، جامعہ مالاکنڈ

** صدر شعبہ اسلامیات، جامعہ شہید بینظیر بھٹو شرینگل، دیر بالا

** لیکچرر شعبہ اسلامیات، جامعہ شہید بینظیر بھٹو شرینگل، دیر بالا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی دنیاوی اور اخروی فلاح وکامیابی پانے کے لئے مختلف زمانوں میں بے شمار انبیائے کرام مبعوث فرمائے،اس سے دنیامیں مختلف مذاہب کاوجود میں آنا ایک فطری (بدیہی) امر تھا۔ان مذاہب میں مشہور تین مذاہب،یہودیت، نصرانیت اور اسلام قومیت کے اعتبار سے ایک اصل یعنی نوح علیہ السلام کے بیٹے سام سے تعلق رکھتے ہیں،اس لئے ان کو سامی مذاہب کے نام سے موسوم اور یاد کیاجاتاہے۔ان مذاہب میں متفرقات کے علاوہ بہت سے مشترکات بھی ہیں۔قرآن کریم نے ان مشترکات کی طرف آنے کی دعوت دی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں ،پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں"۔ان ہی مشترکات میں مذہبی اعیاد اور تہواریں بھی ہیں۔یہ رسوم اور تہواریں معاشرے کے افراد کے درمیان محبت اور عقیدت کا رشتہ قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ان تہواروں کے ذریعے اقوامِ عالم اپنے ماضی سے جڑے رہتے ہیں۔ تہوار معاشرے میں امن وآتشی قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اسی طرح تہوار انسانوں کوایک دوسرے کے قریب لانے میں میں مدد فراہم کرتے ہیں۔کسی معاشرے کے وہ عوامل جو رسوم اور تہواروں کی تشکیل کا سبب بنتے ہیں،ان میں مذہب کا کردار انتہائی اہم ہے۔ذیل میں مشہور سامی مذاہب کے مذہبی تہواروں کا تحقیقی وتقابلی جائزہ لیاجائے گا۔

عید اور تہوار کی تعریف،واہمیت:

دنیامیں ہر طرح کی مذہبی وغیر مذہبی تہوار منائے جاتے ہیں۔مذہبی تہوار اللہ تعالیٰ کے حکم اور شریعت پر عمل کرنے کی غرض سے منائے جاتے ہیں،اگرچہ وہ کسی خاص واقعے یا کسی بزرگ شخصیت کے یاد کے طور پر کیوں نہ ہو، جبکہ غیر مذہبی تہوار میں شریعت پر عمل کرنے کا داعیہ کارفرما نہیں ہوتا۔بہر حال ان تہواروں کے لئے تیاریوں کا اہتمام کیاجاتاہے اور نہایت جوش وجذبے کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔

عید اور تہوار کی تعریف اور وجہ تسمیہ:

لفظ عید عربی زبان کا لفظ ہے،جو کہ نصر ینصر کے باب سے عاد یعود عیدا سے مشتق ہے، جس کا معنی بار بار آنے اور لوٹنے کا ہے، چونکہ یہ دن بار بار لوٹتے ہیں اس لئے اس کو عید کہاجاتاہے۔یا یہ عادت سے ہے، کیوں کہ لوگ اس کے عادی ہوتے ہیں۔ عید کی تصغیر عیدیلاور جمع اعیاد آتی ہے۔ 2 قرآن کریم میں اس کا ماضی، مضارع اور مصدر تینوں مستعمل ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:" وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ "۔[3]

اگر یہ دنیا کی طرف لوٹا دیئے جائیں تو پھر اس بات میں پڑ جائیں جس سے انہیں روکا گیا تھا اور کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہوں گے۔"وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا"۔[4] اور جو لوگ اپنی بیویوں سے اظہار کرتے ہیں پھر اس کہی ہوئی بات سے پھرنا چاہیں تو ایک غلام ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے آزاد کردیں یہ اس کے لیے اس سے تمہیں نصیحت ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کی خبر رکھتا ہے۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ "۔[5]

چنانچہ عیسیٰ نے دعا کی: "اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں سب کے لیے خوشی کا موقع ہو اور تیری طرف سے معجزہ ہو۔ تو تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"

عید کی اصطلاحی تعریف:

ابن منظور الافریقی عید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "والعيد عند العرب الوقت الذي يعود فيه الفرح والحزن"۔[6] عربوں کے ہاں عید وہ وقت ہے جس میں خوشی یا غم لوٹ کر آتی ہے۔ ابن الاعرابی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: "ابن الأعرابي: سمي العيد عيدا لأنه يعود كل سنة بفرح مجدد".[7] عید کو اس لئے عید کہا گیا کہ یہ ہر سال نئی خوشی لیکر آتی ہے۔ "والعيد: كل يوم فيه جمع، واشتقاقه من عاد يعود كأنهم عادوا إليه؛ وقيل: اشتقاقه من العادة لأنهم اعتادوه، والجمع أعياد"۔[8] عید ہر اس دن کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کا اجتماع ہو۔ اس کا اشتقاق "عاد یعود" سے ہے گویا کہ لوگ اس کی طرف لوٹتے ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مادہ اشتقاق عادت ہے کیوں کہ لوگ اس کے عادی ہوتے ہیں اور اس کی جمع اعیاد ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: " أن العيد اسم لما يعود من الاجتماع العام على وجه معتاد، عائد: إما بعود السنة، أو بعود الأسبوع، أو الشهر، أو نحو ذلك.فالعيد: يجمعأمورا:منها: يوم عائد كيوم الفطر، ويوم الجمعة.ومنها: اجتماع فيه.ومنها: أعمال تتبع ذلك: من العبادات، والعادات، وقد يختص العيد بمكان بعينه، وقد يكون مطلقا، وكل هذه الأمور قد تسمى عيدا. [9]

عید ہر اس اجتماع کا نام ہے جو سال، مہینے یا ہفتے کے اعادہ کے ساتھ باقاعدگی سے بار بار آئے۔ عید میں کئے امور جمع ہوتے ہیں مثلاً کسی خاص دن کا ہونا، اس میں لوگوں کا جمع ہونا اور کچھ عبادات وغیرہ ادا کرنا۔ عید کے متبادل کے طور پر ہندی زبان کا ایک لفظ تہوار بھی استعمال ہوتا ہے، لیکن تہوار کا معنی عام ہے جس میں مذہبی وغیر مذہبی تمام تہوار شامل ہیں، جبکہ عید خاص مذہبی تہواروں پر بولا جاتا ہے۔[10]

سامی مذاہب میں سب سے قدیم مذہب یہودیت ہے، جسے تقریبا چار ہزار سال کا طویل ترین عرصہ گزر چکا ہے۔[11]۔ان کے مذہب میں مختلف اعیاد اور تہواریں منائی جاتی ہے، جن میں عید سبت، روش حشنہ، یوم (کپور (کفارہ)، عید خیام (سکوت)، حنوکہ، پوریم اور عید فصح (Pesach-Passover) قابل ذکر ہیں۔

عید فصح (Pesach-Passover) کی تعریف:

فصح عبرانی زبان کا لفظ ہے جس معنی ہے "چھوڑنا" اور "نظرانداز کرنا" اس کو انگلش میں "Passover" سے تعبیر کرتے ہیں۔اس کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ خدا اس جگہ سے گزرا تھا یعنی(God Passed Over This Place)"تورات" میں اس کے متعلق یہ بیان موجود ہے: "اور جن گھروں میں تم ہو اُن پر وہ خون تمہاری طرف سے نشان ٹھہرے گا اور میں اس خون کو دیکھ کر تم کو چھوڑتا جاؤں گا اور جب میں مصریوں کو ماروں گا تو وبا تمہارے پاس پھٹکے گی بھی نہیں کہ تم کو ہلاک کرے۔[12]گویا کہ فصح سے مراد وہ علامت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے ٹھہرایا تھا۔کتاب "خروج" میں اس سے متعلق مذکور ہے: "اور یہی تیرے پاس گویا تیرے ہاتھ میں ایک نشان اور تیری آنکھوں کے سامنے ایک یادگار ٹھہرے تاکہ خداوند کی شریعت تیری زبان پر ہو کیونکہ خدا نے تجھ کو اپنے زورِ بازو سے ملکِ مصر سے نکالا۔پس تو اِس رسم کو اسی وقتِ معین پر سال بسال منانا۔[13]

عید فصح سال کے ماہ اوّل میں نسان(Nissan) کی پندرہ تاریخ کو ایک ہفتہ تک منائی جاتی ہے۔رومی کلینڈر() کے مارچ یا اپریل کے مہینے سے یہ عید مطابقت رکھتی ہے۔اس سے متعلق تورات میں کچھ یوں لکھا گیا ہے: "پہلے مہینے کی چودھویں تاریخ کی شام کی وقت خدا کی فصح ہوا کرے۔اور اُسی مہینے کی پندرھویں تاریخ کو خدا کے لئے عید فطیر ہو۔اس میں تم سات دن تک بے خمیری روٹی کھانا۔پہلے دن تمہارا مقدس مجمع ہو۔اُس میں کوئی خادمانہ کام نہ کرنا اور ساتویں دن پھر مقدس مجمع ہو اُس میں روز تم کوئی خادمانہ کام نہ کرنا۔[14]

اس عید میں عجیب وغریب طریقے سے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو اپنے وجود کا یقین دلایا تھا، جس میں یہودیوں اور فرعون دونوں کے لئے عبرت آموز سبق اور تنبیہ تھی۔موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے یہودیوں کو اُن کے ساتھ جانے کا مطالبہ کیا تو فرعون کے انکار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں پر دس قسم کے عذاب نازل کئے، آخری عذاب یہ تھی کے ان کے تمام پہلوٹھے (بچے) مارے گئے، جس کو پہلی بار فرعون کے گھر میں بھی محسوس کیا گیا، حتیٰ کے ان کے جانوروں کے بچے بھی مارے گئے، جبکہ یہودیوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھر کے پچھواڑے میں ایک عدد برے (بچھڑے) کو ذبح کرکے اس کے خون کو گھر کی چوکھٹ پر لگالے تاکہ فرشتے اس

خون کو دیکھ کر اس گھر کے بچوں کو چھوڑ دے۔اس عذاب میں فرعونیوں کے بچے مارے گئے اور اسرائیلیوں کے بچے محفوظ رہے۔[15]

بے خمیری روٹی کی عید: اس عید کو بے خمیری روٹی کی عید بھی کہا جاتا ہے اور اس کی کئے وجوہ بتائی جاتی ہیں ایک یہ کہ چونکہ یہودیوں کو رات کو نکلنے کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ رات ہی کو نکلے، تو اس رات آٹے کو خمیر ہونے کا موقع نہیں ملا تا اس لئے بے خمیری روٹی عید کہلایا۔ دوسری وجہ یہ کہ یہودیوں کو صبح سویرے چلے جانے کا حکم ملا تھا "تم اسے اس طرح کھانا اپنی کمر باندھے اور اپنی جوتیاں پاؤں میں پہنے اور اپنی لاٹھی ہاتھ میں لیے ہوئے۔ تم اُسے جلدی جلدی کھانا کیوں کہ یہ فصح خداوند کی ہے"۔[16] تیسری روایت یہ بھی ہے کہ اسرائیلی سفر پر جاتے وقت بے خمیری روٹی ساتھ لے جاتے اور اس کو غریبوں کی روٹی (Lechem Oni) کہتے ہیں۔ یہ اسرائیلیوں کے لئے اپنے آباؤ واجداد کی غربت اور تنگی کا ایک ثبوت ہے کہ ان کے بڑوں نے مصر کی زندگی غلامانہ، افلاس اور کسمپرسی میں گزاری تھی، اور یہ کہ یہودی دنیاوی عیش و عشرت اور غرور و تکبر میں مبتلا نہ ہو۔

عید فصح منانے کے وجوہات اور تفصیلی طریقہ کار:

عید فصح منانے کا تفصیلی طریقہ کار درج ذیل ہیں:

1۔ راسخ العقیدہ یہودی عید فصح میں ایک بچھڑا ذبح کرتے ہیں اور اسے کھاتے ہیں۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ سال کے پہلے مہینے نسان (Nissan) کے دس تاریخ کو ایک بچھڑا خریدتے ہیں اور اسے گھر کے کسی حصے میں چار دن تک پالنا ضروری ہوتا ہے، تاکہ اس کی اچھی طرح خدمت کی جائے، نیز اس کو پر کھا بھی جائے۔ یہ پالنا اس لئے لازم قرار دیا گیا ہے تاکہ اگر اس بچھڑے میں کوئی نقصان اور عیب ہو تو پہلے سے پتہ چلے، کیونکہ اگر ذبح کے بعد اس کا عیب دار ہونا معلوم ہو جائے تو اس سے قربانی مکروہ ہو جاتی ہے۔ یہ بچھڑا ایک سالہ نر اور بے عیب ہو۔ یہ بچھڑا بھیڑ یا بکری کا ہو۔ یہ بچہ چودھویں کے شام کو اسرائیلیوں کے قبیلوں کی ساری جماعت گھر کے پیچھے لے جا کر ذبح کریں۔ آبائی خاندان کے گھر کے افر اد کی تعداد کو مدِ نظر رکھ کر قربانی کا اندازہ لگائے اور اگر خاندان کے لوگ کھانے سے کم پڑ رہے ہو تو ہمسایہ جو اس کے گھر کے برابر رہتا ہو دونوں مل کر نفری کے شمار کے مطابق ایک بچھڑا لے لے۔ قربانی کا گوشت اسی رات سری پائے اور اندرونی اعضا سمیت آگ پر بھون کر پکایا جائے۔ کچا یا پانی میں ابال کر کھانا منع ہے۔ یہ گوشت بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھانا چاہئے، تاکہ اس سے وہ کڑواہٹ یاد رہے جس میں ان کے آباؤ واجداد مصر کی غلامانہ زندگی میں رہے تھے۔ قربانی کے تمام گوشت کو کھایا جائے۔ اور اگر زیادہ ہو تو پڑوسیوں کو کھلایا جائے۔ اگلے دن کے صبح تک

رکھنے سے منع کیا گیا ہے، لہذا اگر پڑوسیوں کو کھلانے کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو اس کو آگ میں جلایا جائے۔یہ قربانی تمام یہودیوں پر فرض ہے،البتہ درج ذیل لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں: 1 ۔شرعًا پاک لوگ۔ 2۔جو غیرِ مختون ہو۔3۔جانور اور مردے کو مس (چھو) کیا ہو۔اس قربانی کی جانور اور اس کی طریقہ کار کے متعلق "کتاب الخروج" میں یہ احکامات ملتے ہیں: "تمہارا برہ (بچھڑا) بے عیب اور یک سالہ نر ہو اور ایسا بچہ یا تو بھیڑیوں میں چُن کر لینا یا بکریوں میں سے"۔"قربانی تمام یہودیوں پر فرض ہے، لیکن درج ذیل قسم کے لوگ اس فرضیت سے مستثنیٰ ہیں: (1) شرعًا پاک لوگ۔(2) جن کا ختنہ نہ کیا گیا ہو۔(3) جانور اور مردے کو چھو کیا ہو"۔[17] "پس اسرائیلیوں کی ساری جماعت سے یہ کہہ دو کہ اسی مہینے کے دسویں دن ہر شخص اپنے آبائی خاندان کے مطابق گھر کے پیچھے ایک برہ لے اور اگر کسی کے گھرانے میں برہ کو کھانے کے لئے آدمی کم ہوں تو وہ اور اُس کا ہمسایہ جو اس کے گھر کے برابر رہتا ہو دونوں مل کر نفری کے شمار کے موافق ایک برہ لے رکھیں۔تم ہر ایک آدمی کے کھانے کی مقدار کے مطابق برہ کا حساب لگانا اور تم اُسے اس مہینے کی چودھویں تک رکھ چھوڑنا اور اسرائیلیوں کے قبیلوں کی ساری جماعت شام کو اُسے ذبح کریں۔وہ اس کے گوشت کو اُسی رات آگ پر بھون کر بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھالیں اُسے کچا یا پانی میں اُبال کر ہرگز نہ کھانا بلکہ اُس کو سر اور پائے اور اندرونی اعضا سمیت آگ میں بھون کر کھانا اور اُس میں کچھ بھی صبح تک باقی نہ چھوڑنا اور اگر کچھ اس میں صبح تک باقی رہ جائے تو اُسے آگ میں جلا دینا۔[18]

2۔عید فصح میں ایک عمل یہ بھی سرانجام دیا جاتا ہے کہ نسان کے پندرہ تاریخ سے لے کر اگلے سات دن تک اس میں خمیری روٹی کھانا اور خمیر کو گھر کے آس پاس رکھنا منع ہے،یہودی ان ایام میں بے خمیری روٹی کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور یہودی جہاں بھی آباد ہو وہاں پر ان کے مذہب اور عقیدے کے مطابق یہ پابندی لاگو ہوتی ہے۔چونکہ ان کے نظریہ میں خمیر دُکھ کے مشابہ ہے، لہذا عید کے موقع پر اس کے کھانے سے ممانعت ہے۔ تورات میں اس کے متعلق کچھ آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے: "سات دن تک تم بے خمیری روٹی کھانا اور پہلے ہی دن سے خمیر اپنے اپنے گھر سے باہر کر دینا اس لئے کہ جو کوئی پہلے دن سے ساتویں دن تک خمیری روٹی کھائے وہ شخص اسرئیل میں سے کاٹ ڈالا جائے گا"۔[19] "تو اس کے ساتھ خمیری روٹی نہ کھانا، بلکہ سات دن تک اُن کے ساتھ بے خمیری روٹی جو دُکھ کی روٹی ہے کھانا، کیونکہ تو ملک مصر سے ہڑ بڑی میں نکلا تھا، یوں تو عمر بھر اُس دن کو جب تو ملک مصر سے نکلا یاد رکھ سکے گا"۔[20]

نہ صرف یہ کہ خمیری روٹی کھانا منع ہے، بلکہ خمیر کو گھر کے آس پاس رکھنا بھی منع ہے اوراس کو گھر کے قرب وجوار سے ہٹانے کا حکم ہے۔چنانچہ تورات میں اس کوان الفاظ میں بیان کیاگیاہے:"اور تیری حدود کے اندر سات دن تک کہیں خمیر نظرنہ آئے"۔[21]ان احکامات پر عمل کرنے کی غرض سے راسخ العقیدہ یہودی عید کے شروع ہونے سے پہلے اپنے مکانات اور دفاتر کے خوب صفائی کرتے ہیں،اور خمیر کے ذرّات کو تلاش کرکے نکالتے ہیں،تاکہ اس حکم خداوندی پر صحیح عمل پیراہو جائے۔اس عمل کو یہودی "کوشر فصح" کہلاتے ہیں۔

"فصح کے کوشر "میں یہودی خمیرے کے ذرّات تلاش کرنے کے لئے پرندے کا پَراور ایک بڑا چمچ استعمال کرتے ہیں۔موم بتی کی روشنی میں پَر سے ایک ایک ذرّہ کی صفائی کرتے ہیں۔جہاں موم بتی سے گھر میں آگ لگنے کا اندیشہ ہوتووہاں ٹارچ کی روشنی یہ عمل سرانجام دیاجاتاہے۔خمیر کے ذرّات کو جمع کرنے کے بعد جلادیاجاتاہے،اوراس کے بعد برکت کی دعا"al biyur chametz" پڑھی جاتی ہے ۔اس کے باوجود اگر غیر دانستہ طور پر خمیر کے کچھ ذرّات بچ گئے ہو،توانہیں ملنے کے بعد فوراًجلادیاجاتاہے۔[22]

"کوشر"کاایک مطلب یہ بھی ہے کہ گوشت پکانے کے لئے استعمال ہونے برتن میں کوئی دودھ والی چیز کو نہ پکایاجائے۔اس لئے یہودی فصح کےلئے ایسے برتن استعمال میں لاتے ہیں جس میں کبھی خمیر نہ ملاہو، سمجھدار یہودی اس عید کے لئے باقاعدہ برتنوں کاایک الگ سیٹ استعمال کرتے ہیں۔تاکہ حکم عدولی کا کوئی شائبہ تک باقی نہ رہے۔

3۔اس عید میں یہودی بچھڑے کے گوشت کو کڑوے ساگ کے ساتھ کھاتے ہیں،تاکہ مصر میں غلامانہ زندگی گزارنے کی کڑواہٹ ان کو یاد رہے۔اس حوالے سے ہمیں کلام مقدس میں یوں ذکر ملتا ہے: "اور انہوں(مصریوں)نے اُن(اسرائیلیوں)سے سخت محنت سے گارا اوراینٹ بنوابنواکراور کھیت میں ہر قسم کی خدمت لے لے کراُن کی زندگی تلخ کی۔اُن کی سب خدمتیں جو وہ اُن سے کراتے تھے تشدد کی تھیں"۔[23]

4۔عید فصح کے پہلے دن یہودیوں کے تمام بچے روزہ رکھتے ہیں،اوراس کی وجہ اللہ تعالیٰ کے اس عنایت کی شکر گزاری ہے ،جس میں اللہ تعالیٰ نے اس دن فرعونیوں کے تمام بچوں کو ہلاک کردیاتھا،جبکہ اسرائیلی بچوں کواپنے فضل وکرم سے مقدس ٹھہراکر بچایاتھا۔تورات میں اس کے بارے میں یہ الفاظ وارد ہیں:"اورآدھی رات کو خدانے مصر کے سب پہلوٹھوں کو فرعون جواپنے تخت پر بیٹھا تھااُس کے پہلوٹھے سے لے کروہ قیدی جو قیدخانہ میں تھااُس کے پہلوٹھے تک ،بلکہ چوپایوں کے پہلوٹھوں کو بھی ہلاک کردیا۔تب فرعون اوراُس کے سب نوکراورسب مصری رات ہی کواُٹھ بیٹھے اور مصر میں بڑاکہرام مچاکیونکہ ایک بھی گھرنہ تھاجس میں کوئی نہ

مراہو"۔[24] "اورخدا نے موسی سے فرمایا: سب پہلوٹھوں کو یعنی جو بنی اسرئیل میں خواہ انسان ہو یا حیوان ہو، پہلوٹھی کے بچے ہوں اُن کو میرے لئے مقدس ٹھہرا کیوں کہ وہ میرے ہیں"۔[25]

5۔روزہ کھولنے کے لئے خاص برتنوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔رات کے کھانے کو سیدار (Seder) کہتے ہیں۔ کھانے کے دوران کلام مقدس کا مخصوص حصہ (Haggadah) پڑھ کر مصر سے نکلنے کی کہانی دہرائی جاتی ہے۔[26]

6۔ فصح کے دوران خاص دعائیں ہوتی ہیں جن کو siyum کہتے ہیں۔ان دعاؤں میں تورات کی مختلف آیات پڑھی جاتی ہیں۔

7۔عید فصح کی رات کو فصح کی کہانی کو بار بار دہرا کر بچوں کو مصر کی غلامانہ زندگی ذہن نشین کرائی جاتی ہے اور اس مقصد کے لئے بچوں سے چند سوالات بھی پوچھے جاتے ہیں۔بڑے چونکہ پہلے سے واقف ہوتے ہیں اس لئے بچوں کو ہی زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔سوالات درج ذیل قسم کے ہوتے ہیں:۔

(1)سال کی دیگر راتوں سے یہ رات مختلف کیوں ہے؟

(2)دیگر راتوں میں خمیری اور بے خمیری ہر قسم کی روٹی کھائی جاسکتی ہے، مگر اس رات کو بے خمیری روٹی کھانے کو کیوں لازم اور خاص کیا گیا ہے؟

(3)عام حالات میں رات کے کھانے میں ہم مختلف انواع واقسام کے کھانے کھا سکتے ہیں، لیکن آج کڑوی چیزیں کھانے کی پابندی کیوں ہے؟

(4)عام راتوں میں ہم بیٹھ کر یا نیم دراز ہو کر کھانا کھا سکتے ہیں، لیکن اس رات کو نیم دراز ہو کر کھانا کھانے کو کیوں ضروری قرار دیا گیا ہے؟

8۔عید فصح کا پہلا دن اور آخری دن مبارک ہوتا ہے۔اس دن میں یہودی دنیا کے ہر قسم کے کام کاج سے چھٹی کر کے زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزارتے ہیں، اور اس دن کسی بھی خادمانہ قسم کا کام نہیں کیا جاتا۔کتاب احبار میں اس کو اس طرح بیان کیا ہے: "پہلے اور ساتویں دن کوئی خادمانہ کام نہ ہو" اور یہ عبادت گھروں میں نہیں ، بلکہ عبادت گاہوں میں ادا کی جاتی ہیں"۔[27]

9۔عید فصح کے رات کا کھانا پندرہ حصوں میں منقسم ہے۔[28] کھانے کے مختلف ادوار ہیں، ان کے دوران تورات کی مختلف آیات پڑھی جاتی ہیں۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(1)کادِش Kadeish مے کے پہلے کپ پینے کے دوران تلاوت کی جاتی ہے۔

(2)اُرکاٹز Urchatz: برکات کے تلاوت کیے بغیر ہاتھوں کو دھویا جاتا ہے۔

(3)کرپاسKarpas: کرپاس کا نمکین پانی میں بھگو یا جاتا ہے۔

(4)یاکاٹزYachatz: درمیانی ماٹزو کو توڑا جاتا ہے، اس کا بڑا حصہ افیکومن کہلاتا ہے اور زوفم کے رسم کی ادائیگی کے پر موقع پر کھایا جاتا ہے۔

(5)ماگڈMaggid: اس میں فصح کی کہانی دہرائی جاتی ہے اور مے کا دوسرا کپ نوش کیا جاتا ہے۔

(6)راکٹزRachtza: دوسری مرتبہ ہاتھ دھونے کے دوران جو برکات پڑھے جاتے ہیں۔

(7)موٹزیMotzi: کھانے سے پہلے روایتی طور پر پڑھے جانے والے دعائیں۔

(8)ماٹزوMatzo: بے خمیری روٹی۔

(9)مارورMaror: کڑوی سبزیاں کھانا۔

(10)کورتیچKoriech: ماٹزو اور مارور سے تیار شدہ سینڈوچ کو کورتیچ کہا جاتا ہے۔

(11)شولچن اورِکShulchan Oriech: کھانے کے میز کو اچھے طریقے سے سجانا جس پر تمام سامان موجود ہوں۔

(12)ٹزافنTzafun: فیکومن کے کھانے کو ٹزافن کہتے ہیں۔

(13)باریکBariech: کھانے کے بعد برکات کی دعا پڑھنے اور مے نوش کرنے کو باریک کہا جاتا ہے۔

(14)ہلیلHallel: عید فصح کے متعلقہ آیات پڑھنے اور مے نوش کرنے کو ہلیل کہتے ہیں۔

(15)نِرٹزاNirtzah: تمام عبادات اور کھانے پینے کی رسم کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کو نِرٹزا کہا جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ یہودی ان سات دنوں میں عید مناتے ہیں جس میں مخصوص کام کرتے ہیں اور اس کا ایک تاریخی پسِ منظر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کو اسرائیلیوں کو لے کر مصر سے نکلنے کا حکم دیا تھا، ساتویں دن بحر قلزم کو پار کرکے فرعون سے نجات ملی تھی، اس لئے یہ سات ایام ان کے ہاں عید، شکریہ اور یاددہانی کے طور پر منائے جاتے ہیں۔یہودیوں کے ہاں یہ ایک اچھا موقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انعامات کو یاد کرکے خدا کے مطیع وفرمان بر دار بن جائے۔ جبکہ وہ گزرے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے پے درپے حکم عدولی کرتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ان کو تنہا نہیں چھوڑا اور مسلسل ان کی نصرت وحمایت کرتا رہا۔اس عید کا ساتواں اور آخری دن بھی بہت اہمیت کا حامل ہے، جیسا کہ پہلے دن یہودیوں نے مصر سے رخصتی کی تیاری کرکے فصح کھائی تھی، ایسا ہی ساتویں دن بحر قلزم کو پہنچ کر دریا کو پار کرنے میں کامیاب وکامران ہوگئے تھے۔اس حوالے سے "کتاب الخروج" میں ہمیں یہ ذکر ملتا ہے: "جب مصر کے بادشاہ کو خبر ملی

کہ وہ لوگ چل دیئے تو فرعون اور اس کے خادموں کا دل اُن لوگوں کی طرف سے پھر گیا اور وہ کہنے لگے کہ ہم نے یہ کیا کیا کہ اسرئیلیوں کو اپنی خدمت سے چھٹی دے کر اُن کو جانے دیا اور اُس نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا"۔[29] "جب فرعون اور اس کی قوم کو غلطی محسوس ہوئی تو وہ یہودیوں کے تعاقب میں چل پڑے"۔[30] لیکن خدا نے ایک مرتبہ پھر یہودیوں کو بتایا کہ خدا کی تائید و حمایت ان کو حاصل ہے اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں یہودی حضرت موسی علیہ السلام سے لڑنے لگے کہ ہمیں کیوں مصر سے نکالا۔ کیا مصر میں قبروں کے لئے جگہ دستیاب نہ تھی مصریوں کی خدمت تو اس سے بہتر تھی کہ بیابان میں مرے"۔[31] لیکن وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، ساتویں دن اللہ تعالٰی نے بحرِ قلزم کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے اسرائیلیوں کو طاقتور دشمن سے نجات دی۔ اس دن یہودی اپنی نجات کا دورِ ثانی مناتے ہیں۔ خاص دعائیں مانگی جاتی ہیں اور مختلف قسم کے پکوانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حسدک فرقہ کے لوگ ساتویں اور آٹھویں رات کی عبادت کے دوران پانی کا ایک پیالہ سامنے رکھ کر بحر قلزم کی تقسیم پر بات چیت کرتے ہیں۔[32]

مذکورہ بالا عبادات کی ادائیگی کے بعد عید فصح کا یہ تہوار اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔

فصح ثانی:

جو لوگ بامر مجبوری اس تہوار میں شرکت نہ کر سکے اور ناپاکی، بیماری یا کسی اور وجہ سے اس عید کو منانے سے رہ جاتے ہیں، تو کلام مقدس میں ان لوگوں کے لئے ایک دوسری فصح منانے کا انتظام موجود ہے، تاکہ وہ زندگی کے اس یادگار دن میں شرکت نہ کر سکنے کی بناء پر دوسری فصح میں شریک ہو سکے۔

"اور انہوں (اسرائیلیوں) نے پہلے مہینے کی چودھویں تاریخ کو شام کو دشت سینا میں عید فصح کی اور بنی اسرائیل نے سب پر جو خدا نے موسیٰ کو حکم دیا تھا عمل کیا اور کئی آدمی ایسے تھے جو کسی لاش کے سبب ناپاک ہو گئے تھے۔ اور وہ اس روز فصح نہ کر سکے۔ سو وہ اسی دن موسیٰ اور ہارون کے پاس آئے اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ ہم ایک لاش کے سبب سے ناپاک ہو رہے ہیں پھر بھی ہم اسرائیلیوں کے ساتھ وقت معین پر خدا کی قربانی گزارنے سے کیوں رد کیے جائیں؟ موسیٰ نے ان سے کہا پھر جاؤ۔ میں ذرا سُن لوں کہ خدا تمہارے حق میں کیا حکم کرتا ہے اور خدا نے موسیٰ سے کہا، بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی تم میں سے یا تمہارے نسل میں سے کسی لاش کے سبب ناپاک ہو جائے یا وہ کہیں دور سفر پر ہو تو بھی خدا کے لئے عید فصح کرے۔ وہ دوسرے مہینے کی چودھویں تاریخ کو شام کو یہ عید منائیں اور قربانی کے گوشت کو بے خمیری روٹیوں اور کڑوی ترکاریوں کے ساتھ کھائیں۔ اور اُس میں سے کچھ بھی صبح کے لئے باقی نہ چھوڑیں اور نہ اُس کی کوئی ہڈی توڑیں اور فصح کو آئین کے مطابق مانیں"۔[33] یوں عید فصح

ثانی (Second Passover) دوسرے مہینے "لیار" کی چودھویں تاریخ کو منائی جاتی ہے اور اسے Second Passover یا Shoni Pesach کہا جاتا ہے۔

عیسائیت کے مشہور مذہبی تہوارین

دنیا میں سب سے زیادہ پیروکار رکھنے والا مذہب عیسائیت ہے، اور آج کل پوری دنیا پر راج کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اکثر یورپی ممالک اور ترقی یافتہ ممالک عیسائیوں کے زیرِ حکومت ہیں۔

اس مذہب کے بھی کچھ عیدیں ایسی ہیں، جن کو مذہبی جوش وجذبے کے ساتھ منایا جاتا ہے، لیکن اس میں دو اعیاد (تہواروں) کو انتہائی شہرت واہمیت حاصل ہو چکی ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:۔

1۔ کرسمس

یہ انگلش کے دو الفاظ کا مجموعہ ہے، یعنی ''Christ'' اور ''Mass'' [34] اس میں ''Christ'' کا ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا علیہ السلام، اور دوسرے لفظ ''Mass'' کا ترجمہ عوام، عمومی، اجتماع اور اکٹھا ہونے کا ہے۔ یعنی ایک ایسا دن جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جمع ہونا ہوتا ہے۔ [35]

عیسائی مذہب کی اولین کتب میں اس عید کا تذکرہ موجود نہیں۔ یہ تہوار درحقیقت رومیوں کا ایک شرکیہ تہوار تھا، جس میں رومی موسم خزاں کے جلد خاتمے اور موسم بہار کی بخیریت آمد کے لئے روشنی کی معبودوں کو خوش کرنے کے لئے رات دن چراغاں کرتے تھے۔ جب نصرانیت بہت زیادہ پھیل گیا اور اس میں رومی بھی شامل ہونے لگے، اور چند سو افراد کا مذہب، لاکھوں کا مذہب بن گیا، تو رومیوں نے اپنے اس تہوار کو عیسائی مذہب کے ہم آہنگ کرنے کی کوشش میں اس کو عیسائیت میں داخل کیا۔

گویا کہ لفظ کرسمس کا آغاز چوتھی عیسوی صدی میں شروع ہوا۔ کرسمس درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے یاد میں منایا جاتا ہے۔

عیسائیوں کے مذہبی روایات کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش دسمبر کے مہینے میں بیت اللحم میں اسی دن ہوئی۔ اس عید (تہوار) کو دیگر ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے، جیسا کہ یوول "Yule" یہ لفظ موسم سرما کے مہینوں دسمبر اور جنوری کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح نوئل "Noel" اور نیٹی وٹی "Nativity" جس کا معنی پیدائش ہے، بھی اس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ان ناموں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ایک موسم کا معنی موجود ہے اور اسی مناسبت سے دسمبر کی 25 تاریخ کو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں کرسمس کا عید منایا جاتا ہے۔

اس عید (تہوار) کا سب سے قدیم اور غالب طریقہ کار یہ ہے کہ کلیسا میں چراغاں کیا جاتا تھا۔[36] بعد میں عیسائیوں کے صاحب ثروت افراد نے اپنے گھروں میں چراغاں کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ عیسائی روایات اور قرآن کریم کی صراحت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام وضع حمل کی وقت کھجور کی ایک درخت کے نیچی بیٹھی تھی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے" فَأَجَاءهَا الْمَخَاضُ إِلَى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا"[37]-"وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا"[38] ترجمہ: "پھر دردِ زہ اسے ایک کھجور کے تنے کے پاس لے آیا، بولی کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور لوگوں کی یاد سے بھی بھولی بسری ہو جاتی۔ اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، یہ تیرے سامنے تر و تازہ پکی کھجور گرادے گا"۔ اسی مناسبت سے درختوں کو روشن کرکے، یہ چراغاں درخت پر کیا جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اس درخت نے مصنوعی درخت کا شکل اختیار کیا، جو مغربی ممالک میں گھروں اور دفتروں کے اندر نظر آتا ہے۔ اگرچہ عیسائیوں کے درمیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ چنانچہ "انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا" میں اس بات کو ناممکن قرار دیا ہے کہ آپ علیہ السلام کی پیدائش کی رات گڈریے بیت اللحم میں اپنی بھیڑوں سمیت کھلے آسمان کے نیچے موجود تھے، کیونکہ فلسطین میں ماہ دسمبر سخت بارشوں کا مہینہ ہے۔[39] اسی طرح "قاموس الکتاب" میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درست تاریخ پیدائش کو متعین کرنا ممکن نہیں۔ اور یہ کہ کرسمس ایک غیر عیسائی تہوار ہے۔ رومی سلطنت کا تبدیلی مذہب کے بعد رومیوں کا تہوار "جشن زحل" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی تہوار میں تبدیل ہوا، اور کرسمس کے نام سے منانا شروع ہوا۔[40]

کرسمس کے موقع پر دو کام زیادہ مشہور ہیں:

1۔ کرسمس ٹری کی تزیین اور اس پر چراغاں کرنا۔

2۔ کرسمس کارڈ، دوستوں اور رشتہ داروں کو ارسال کرنا۔

اس خوشی کے مناسبت سے بچوں کو تحفے بھی دیئے جاتے ہیں اور چونکہ یہ سردی کے مہینے میں ہوتا ہے، جس کی راتیں لمبی ہوتی ہیں اور بچے جلدی سو جاتے ہیں، اس لئے یہ بات بچوں سے کہی جانی لگی کہ جب رات کو تم سو رہے تھے، تو سانتا کلاز نے آپ کے لئے یہ تحفے رکھے ہیں۔ پھر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بچوں نے سونے سے پہلے اپنے سرہانے ایک موزہ لٹکانا شروع کر دیا، جس میں من پسند تحائف کا فرمائشی فہرست رکھتے تھے۔ اس موزے میں بچوں کے والدین وہی فرمائشی تحفے رکھتے تھے۔ اور سانتا کلاز کی طرف اس کی نسبت کرتے جس سے

سانتاکلاز کا ایک فرضی سفید ریش بزرگ کا خیالی کردار کرسمس میں شامل ہوا، جو جادوئی انداز سے اڑتا ہے اور بچوں میں کرسمس کی رات من پسند تحفے بانٹتا پھرتا ہے۔

کرسمس کو خوشی کے دن کے طور پر منانے کی وجہ سے اس میں مختلف علاقائی رسمیں بھی شامل ہو گئیں، مثلاً دعائیہ تقریبات منعقد کرنا، دوستوں اور رشتہ داروں کو دعوتیں دے کر ان کے ساتھ کھاناپینااور سیر کے لئے جانا، بچوں کو تحائف دینے کے ساتھ ان میں نقد رقم تقسیم کرنا، ناچ گانے کے محافل کاانعقاد کرنا،اور درختوں کے ساتھ گھروں کی سجاوٹ شامل ہیں۔

ایسٹر(عید فصح)

یہ تہوار در حقیقت عیسیٰ علیہ السلام کی یوم وفات کے طور پر منایا جاتا ہے۔اور یہ عیسائیوں کے مشہور سالانہ اعیاد میں ایک ممتاز و نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔اس عید کی بنیاد اس بات پر ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے، کہ اس دن عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکا یا گیا تھا،اسی وجہ سے یہ بلند پایہ حیثیت کا حامل دن ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے سولی پر لٹک کر عیسائیوں کے گناہوں کی معافی کے لئے قربانی دی تھی۔ عیسائیوں کے نزدیک اس دن کی مشروعیت کی دلیل انجیل متی کا یہ اقتباس ہے" وہ کھا رہے تھے، تو یسوع نے روٹی لی اور برکت لے کر توڑی اور شاگردوں کو دے کر کہا:" لو کھاؤ، یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے، جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے"۔[41]

چونکہ یہ دن مقدس ہفتہ میں اتوار سے پہلے جمعہ کے دن منایا جاتا ہے، جو کہ یہودیوں کی عید فصح کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے،اس لئے اس کو فصح بھی کہا جاتا ہے۔[42]

ایسٹر منانے کی تاریخ عیسائیوں کے ہاں ایک نزاعی صورت کی شکل اختیار کرتی ہوئی چلی آرہی ہے۔ سلطنتِ روم کے بادشاہ قسطنطین اول نے 325 عیسوی کو ایک شورائی کمیٹی بنائی تا کہ ایسٹر کی تاریخ کا تعین کیا جاسکے، لیکن کوششِ بسیار کی باوجود وہ اس مشن میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ البتہ یہ کہ 22 مارچ اور 25 اپریل کی درمیانی ایّام میں کسی بھی اتوار کے دن ایسٹر کی تاریخ کو متعین کیا جاسکتا ہے۔[43]

ایسٹر کسی ایک مخصوص دن کا نام نہیں، بلکہ حقیقت میں یہ سال کا ایک موسم ہے، جس کے پہلے حصے کو "صومِ کبیر" کا نام دیا جاتا ہے۔ روزے کے اس چالیس دنوں کے عرصے کو توبہ اور کفارہ کے نام سے معنون کیا جاتا ہے

ایسٹر کی خصوصی دن کو عیسائی عبادت گاہ میں روزے کا دن تصور کیا جاتا ہے۔ اس دن کو گوشت سے پرہیز کیا جاتا ہے اور عام طور پر مچھلی کھائی جاتی ہے۔ ایسٹر کے دن جن ملکوں میں چھٹی کا دستور نہیں، تو وہاں پر دوپہر کو کام کرنے کی پابندی ختم کی جاتی ہے۔[44]

اس دن عیسائیت کے متبعین لذیذ کھانے اور شراب استعمال کرتے ہیں۔ جو ایک یادگار دعوت متصور ہوتی ہے۔ یہ بعام و شراب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم اور خون کی جانب ایک لطیف اشارہ ہے۔ جس کا منشا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی یاد کو پائندہ و تابندہ رکھنا ہے۔ اور اس کی ہدایت حضرت یسوع نے خود دی تھی۔[45]

اسلام میں عیدین کی ابتدا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے، تو انصار بطور خوشی و تہوار دو دن مناتے تھے، جب آپ علیہ السلام نے ان سے ان دو ایّام میں خوشی منانے کی وجہ پوچھی، تو انصار نے کہا کہ ہم جاہلیت میں یہی تہوار مناتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کے بدلے اس سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔[46]

عید الفطر:

جیسا کہ سابقہ تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ یہود اور نصاری کے اعیاد اور تہوار کسی خاص پیش آنے والے واقعے کی مناسبت سے منائے جاتے ہیں، مثلاً عیسائی 25 دسمبر کو کرسمس کا عید عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مناسبت سے اور یہودی فرعون کے غرقابی اور بنی اسرائیل کی نجات کی مناسبت سے عید مناتے ہیں، اگرچہ اسلامی تاریخ بہت سارے اہم واقعات سے بھرپور ہیں، لیکن کے باوجود مسلمان اپنے تہوار کسی خاص مناسبت سے نہیں مناتے، چنانچہ عید الفطر یکم شوال اور عید الاضحیٰ دس ذی الحجہ کو مناتے ہیں، لیکن ان دنوں میں کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ رمضان کے مہینے کے روزے امت محمدیہ پر فرض فرمائیں اور اس کی آخری رات کو "یوم الجایزہ" قرار دیا ہے۔ اس لئے عید الفطر یکم شوال کو رکھی گئی کہ میرے بندے پورا مہینہ عبادت میں مشغول رہے۔ میری خاطر انہوں نے کھان پینا چھوڑ دیا، نفسانی خواہشات کو ترک کیا، اس لئے اس خوشی اور انعام میں عید الفطر مقرر فرمائی۔

عید الفطر کے احکام:

اس دن مسلمان غسل کرکے [47] اگر نئے کپڑے میسّر ہو پہنتے ہیں، اور اگر نئے کپڑے نہ ہو تو دھلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں [48]، البتہ خواتین کو حکم دیا گیا ہے کہ عیدگاہ جاتے وقت پرانے ہیئت اور کپڑوں میں جائیگی [49]، تاکہ بے

حیائی اور فحاشی کا راستہ مسدود رہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین میں سرخ داری دار چادر استعمال فرماتے تھے[50]،اور خواتین کو حکم دیا تھا کہ بوڑھی ، حائضہ اور پردہ نشین عورتیں نکل کر کار خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شرکت کریں۔[51]

عید الفطر کے موقع پر عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا پینا مستحب ہے[52] اگرچہ چند کھجوریں کیوں نہ ہو۔[53]

عید گاہ کو پیدل جانا[54] اور واپسی میں متبادل راستہ اختیار کرنا مسنون ہے[55]۔ چلتے وقت تکبیرات تشریق پڑھنا بھی مسنون ہے۔[56]

عیدہ گاہ جاکر سورج جب دو نیزہ ہو جائے تو بغیر اذان واقامت کے دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے[57] جس میں کچھ تکبیریں زائد ہیں[58]۔ نماز عید کے بعد امام خطبہ دے گا اور عام مسلمان اس کو سنیں گے۔[59]

عید الفطر کی نماز کی ادائیگی سے پہلے صاحب استطاعت مسلمانوں پر اپنے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے مستحقین کو فطرانہ ادا کرنا واجب ہے۔[60]

بدعات ورسومات سے بچتے ہوئے عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دینا اور خوشی کا اظہار کرنا، نیز آپس کی ناچاقی اور ناراضگی کو ختم کرنا۔ عیدین کے ایّام میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھانے پینے اور ضیافت کے ایّام ہیں۔[61]

عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ دس ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔اس میں بھی عموماً وہی احکام ہیں جو کہ عید الفطر میں ادا کی جاتی ہے۔ البتہ کچھ اعمال عید الفطر سے زائد بھی ہیں۔ مثلاً عید قربان میں ایک تو تکبیرات تشریق نو ذی الحجہ کی صبح سے شروع کر کے کئے دنوں تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔[62] اس عید سے پہلے فطرانہ ادا نہیں کیا جاتا۔

عید قربان میں عید کی نماز طلوع شمس کے بعد ذرا جلدی ادا کیا جاتا ہے، اور نماز سے پہلے کچھ نہیں کھایا جاتا، بلکہ مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھایا جائے۔[63]

عید الاضحیٰ کے موقع پر ہر صاحب استطاعت مسلمان پر بے عیب جانور[64] کی قربانی کرنا واجب ہے۔[65] چھوٹا جانور صرف ایک شخص سے کافی ہو گا، جبکہ بڑے جانور میں سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔[66] قربانی کے گوشت سے خود بھی کھا سکتے ہیں اور فقراء اور رشتہ داروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔[67] اس عید کی خوشیاں تین دن تک منائی جاسکتی ہے۔

سامی مذاہب کے اعیاد(تہواروں)کا تقابلی جائزہ:

1۔ یہود اور نصاریٰ کے اعیاد اور تہوار کسی خاص پیش آنے والے واقعے کی مناسبت سے منائے جاتے ہیں ، مثلاً عیسائی 25 دسمبر کو کرسمس کا عید عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مناسبت سے اور یہودی فرعون کے غرقابی اور بنی اسرائیل کی نجات کی مناسبت سے عید مناتے ہیں، اگرچہ اسلامی تاریخ بہت سارے اہم واقعات سے بھرپور ہیں، لیکن کے باوجود مسلمان اپنے تہوار کسی خاص مناسبت سے نہیں مناتے، چنانچہ عیدالفطر یکم شوال اور عیدالاضحیٰ دس ذی الحجہ کو مناتے ہیں، لیکن ان دنوں میں کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا، اگرچہ عیدالاضحیٰ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی میں پیش کئے جانے کا تصور پایا جاتا ہے۔

2۔ عید فصح سال کے ماہ اوّل میں نسان (Nissan) کی پندرہ تاریخ کو ایک ہفتہ تک منائی جاتی ہے۔
رومی کلینڈر کے مارچ یا اپریل کے مہینے سے یہ عید مطابقت رکھتی ہے۔ کرسمس دسمبر کی 25 تاریخ کو منایا جاتا ہے اور ایسٹر کسی ایک مخصوص دن کا نام نہیں، بلکہ حقیقت میں یہ سال کا ایک موسم ہے، جبکہ عیدالفطر یکم شوال اور عیدالاضحیٰ دس ذی الحجہ کو منائے جاتے ہیں۔ عیدالاضحیٰ تین دن تک منایا جاتا ہے۔

3۔ یہودی عید فصح میں بھیڑ یا بکری کا ایک بچھڑا ذبح کرتے ہیں ، جس کے لئے شرط ہے کہ وہ ایک سال کا نر اور بے عیب ہو۔صاحب استطاعت مسلمان بھی عیدالاضحیٰ میں بے عیب جانور کو ذبح کرتے ہیں، چھوٹا جانور (ایک سالہ دنبہ یا بکرا) ایک آدمی سے اور بڑا جانور (دو سال کی گائے، بھینس اور تین سال کا اونٹ) سات آدمیوں سے کافی ہو سکتا ہے۔ جبکہ عیسائیوں پر کرسمس اور ایسٹر کے عید میں کسی قسم کی قربانی لازم نہیں۔

4۔ عید فصح کی قربانی تمام یہودیوں پر فرض ہے،البتہ درج ذیل لوگ اس سے مستثنیٰ 1 ۔شرعاً ناپاک لوگ۔2۔جو غیرِ مختون ہو۔ 3 جانور اور مردے کو مس (چھ) کیا ہو۔ جبکہ عیدالاضحیٰ کی قربانی ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے۔

5۔ عید فصح کی قربانی کا گوشت اسی رات سری پائے اور اندرونی اعضا سمیت آگ پر بھون کر پکایا جائے گا۔ کچا یا پانی میں ابال کر کھانا منع ہے۔یہ گوشت بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھانا چاہئے، نیز قربانی کے تمام گوشت کو کھایا جائے گا۔اور اگر زیادہ ہو تو پڑوسیوں کو کھلایا جائے۔اگلے دن کے صبح تک رکھنے سے منع کیا گیا ہے، لہذا اگر پڑوسیوں کو کھلانے کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو اس کو آگ میں جلایا جائے۔
جبکہ عیدالاضحیٰ کی قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کرنا مستحب ہے،ایک حصہ خود استعمال کرے، ایک

حصہ رشتہ داروں اور ایک حصہ فقراء کو دینا مستحب ہے، لیکن تمام گوشت کو اپنے استعمال میں لانا بھی جائز ہے اور جتنے دن رکھنا چاہے، تو رکھ سکتے ہیں۔

6۔ عید فصح کے دوران خاص دعائیں ہوتی ہیں جن کو siyum کہتے ہیں۔ان دعاؤں میں تورات کی مختلف آیات پڑھی جاتی ہیں اور اس میں کسی قسم کی نماز نہیں پڑھی جاتی، جبکہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دو رکعت واجب نماز پڑھی جاتی ہے اور خطبہ دیا جاتا ہے۔

7۔ کرسمس کے موقع پر دو کام زیادہ مشہور ہیں:

1۔ کرسمس ٹری کی تزیین اور اس پر چراغاں کرنا۔

2۔ کرسمس کارڈ، دوستوں اور رشتہ داروں کو ارسال کرنا۔اس خوشی کے مناسبت سے بچوں کو تحفے بھی دیئے جاتے ہیں، اور ان کو کہا جاتا ہے کہ سانتا کلاز نے آپ کے لئے یہ تحفے رکھے ہیں۔ جبکہ عید فصح، عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں چراغاں کرنے وغیرہ کا کوئی تصور نہیں۔

8۔ ایسٹر کی خصوصی دن کو عیسائی عبادت گاہ میں روزے کا دن تصور کیا جاتا ہے۔ اس دن کو گوشت سے پرہیز کیا جاتا ہے اور عام طور پر مچھلی کھائی جاتی ہے۔ جبکہ یہودیوں کی عید فصح اور مسلمانوں کی عیدین کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔

نتائج البحث:

مذہبی تہواروں کے درج بالا تحقیقی وتقابلی جائزے سے درج ذیل نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

1۔ سامی مذاہب کے مشترکات میں ایک مشترک چیز مذہبی تہواروں کو منانا ہے۔

2۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے مذہبی تہوار میں قربانی کا تصور پایا جاتا ہے، جبکہ عیسائیوں کے کرسمس میں ایسا کوئی تصور نہیں۔

3۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے مذہبی تہوار میں روزہ رکھنا منع ہے، جبکہ عیسائیوں کے ایسٹر میں روزہ رکھا جاتا ہے۔

4۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے مذہبی تہوار میں عبادت اور دعاؤں کا تصور پایا جاتا ہے، جبکہ عیسائیوں کے مذہبی تہواروں میں ایسا کوئی تصور نہیں۔

5۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے مذہبی تہوار میں چراغاں کرنے کوئی کا تصور نہیں، جبکہ عیسائیوں کے کرسمس میں چراغاں کیا جاتا ہے۔

References

[1] Surah e Al Imran:64.
[2] Ibn Manzoor Al Afriqi, Abu Alfazal Muhammad bin Mukaram bin Ali, *Lisan Ulerab,* Beirut: Dar Sadir ,3rd Edition, 1414hijri, Vol 3,p319.
[3] Surah al An'am :28
[4] Surah al Mujadalah:3
[5] Surah al Maedah:114
[6] *Lisan ul erab, Vol 3, p319.*
[7]Ibid, *Vol 3, p319.*
[8]Ibid, *Vol 3, p319.*
[9]Ibn Taimiah, Shaikh ul Islam Taqi ul Ddin, Ahmad bin abdul Haleem bin abdul Salam, Iqteza ul sirat ,e, Al mustaqi lemukhalafat Ashab al Jahim,Beriut:Dar Ealam e alkutub 1999, Vol 1, p496.
[10]Feroz ul Din, Movlevi, Feroz ul Lughat, Dehli: Farid Book Depu, 1987, p391.
[11]Al Maseri, Abdul Wahab, meosuetul al Yahud,wal Yahudiyath,wal Saihuniath, Dar al Aqsea,lealnashre wal teozie alislami, 2005,Vol 1,p18-20.
[12]The Holy Bible, Exodus,2:20,13:3,12:15,Bible society Anar kali Road, Lahore,2003. Deuteronomy,16:3.
[13]The Holy Bible, Exodus,12:13.
[14] -Rodriguez, Angel. Israelite Festivals and the Christian Church. Biblical Research Institute,2005,Columbia,pp.3-4.
[15]The Holy Bible, Exodus 9:13.
[16]Al Helmi, Dr Mustafa, Al Islam Wal Adyan Derasaten Muqaranaten, Dar al Dewath,1990,p195.
[17]The Holy Bible, Exodus13:5.
[18] -Eliyahu Kitov, The Book of Our Heritage: The Jewish Year and its Days of Significance, Feldheim, 1997,p.562.
[19]Hasan Zaza, Al Shakhsiyyatul Israieleiyath, Beirut,1406H,p17.
[20]The Holy Bible, Exodus,12:15.
[21]The Holy Bible, Deuteronomy16:4.
[22]The Holy Bible, Deuteronomy16:3.
[23]The Holy Bible, Exodus11:12.
[24]The Holy Bible, Deuteronomy16:12.
[25]The Holy Bible, Exodus12;29.
[26]The Holy Bible, Exodus 1:13.
[27]The Holy Bible, Deuteronomy16:16.
[28]The Holy Bible, Exodus1:13.
[29]The Holy Bible, Exodus1:14.
[30]The Holy Bible, Exodus8:14.
[31]Ibn Kasir,Abu al Fida ismaeel bin Umar Bin Kasir, Albedaya waalniehaya, Beirut, 1st Edition,1988,Vol 2, p67.
[32]The Holy Bible, Exodus 11: 14-15
[33]Fawad , Abdul Munem, Abhaas fi AlSharaie alyahudiyyath walnasraniyyathe wal Islam, Jamia Ummul Qura, Makkatul Mukarramth,1414H,p142.
[34] -http://www.etymonline.com/index.php?term=Christmas
[35] - http://dictionary.reference.com/help/faq/language/e05.html
[36]Ibn Salim, Sulaiman,Alaeyad wa Asaruha ela alMuslemin,AlJamiaTul Islamiya Al Madintul Munawwaratha, 1st Edition, 2002, 1:56.
[37]Surah Maryam : 23.

[38]Surah Maryam: 25.
[39]Encyclopedia Britannica, article" Krismas Day" The Holy Bible, Exodus 1:14.
[40]Ketab Ul Qamus, 1:47
[41]The Holy Bible, Matthew,26:27-29.
[42] -www.wikipedi.org
[43] -www.wikipedi.org
[44]Al Musaetha AlErabia AlEalamiya, Almadah: Eid Ul fash Easter.
[45]The Holy Bible ,Paul First letter,11:24.
[46]Imam Abu Dawud, Sulaiman Bin Asheas alsajestani, Sunnan Abi Dawud,Beirut: AlMaktabatu alesriya, Sane Tabet Na Malum, Hadith 1134,1: 295.
[47]Imam Shafi, Abu Abdullah Muhammad Bin Idrees, Masnad al Shafi, Beirut: Dar ul Kutab Alelmiayth, 1400H, 1:74.
[48]Abu Muhammad Hussain bin Maseud albaghawi, Sharh Ul sunnah, Beirut: almaktab ul Islami, 2nd Edition,1403H, 4:302.
[49]Sunnane Abi Dawud, Hadith:565, 1:155.
[50]Baihaqi, Abu bakar Ahmad bin Hussain Bin Ali, Alsunan Ul kubra,Beirut:3rd Edition 2003, Hadith: 5984, 3:350.
[51]Imam Bukhari, Abu Adullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Ul Bukhari, Beirut: Dar Tewq Ul Najath, 1stEdition,1422H, Hadith : 953,17:2.
[52] Imam Termezi, Abu Isa Muhammad Bin Isa, Sunan Al termizi,Egipt: Shirket Mustafa albabi Alhalbi, 2nd Edition, 1975, Hadith:2: 426,542.
[53]Sahih ul Bukhari, Hadith:324,1: 72.
[54]Al Sunanul Kubra, hadith:6145,3:398.
[55]Ibn Habban, Abu Hatem Muhammad Bin Habban AlTamemi, Sahih Ibn Habban, Beirut: Musesul Resalath, 2nd Edition,1414 H, Hadith:7
[56]Baghawi, Abu Muhammad Hussain bin Masud Al baghawi, Sherhul Sunnah, Beriut: Almaktab Ul Islami, 2nd Edition,1403H, 4: 301.
[57]Sherh Ul Sunnah lil Baghawi, 4: 303.
[58]Sherh Ul Sunnah lil Baghawi, 4: 303.
[59]Sunan Al Termezi, Hadith:531,2;411.
[60]Sahih ul Bukhari, Hadith:1503,2:130.
[61]Sunan Abi Dawud, Hadith:2419,2:320.
[62]Imam Hakimm Abu Abdullah Alhakim Muhammad Bin Abdullah Nishapuri, Al Mustadrak ela Sahihain, Beirut: Dar Ul Kutub Al elmia, 1st Edition,1411H,Hadith: 1116,1:440.
[63]Imam Daremi, Abu Muhammad Bin Abdullah Bin Abdr Rehman AlDaremi, Sunan Al daremi, Beirut: Dar Ul Bashauer, 1st Edition,2013,Hadih:1:397,1746.
[64]Sunan Abi dawud, Hadith:2805,3;98.
[65]Al Mustedrak Ela Al Sahihain LilHakim, Hadith: 3468,2:422.
[66] Sherh Ul Sunnah Lil Baghawi,4:356.
[67] Sunan Al Termezi, Hadith:3:146,1510.